رجسٹرڈ ایل ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے (۵ روپے) خواص اور معاونین سے (۱۰ روپے) ہندوستان سے باہر (۶ روپے)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

شعبان ۱۳۱۹ھ

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دو بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۴۳ . | دار الامن والامان قادیان ۲۴ر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

سیر

۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام

حسب معمول سیر کو نکلے۔ راستہ میں جناب سید ناصر نواب صاحب نے اپنا ایک خط جو انھوں نے اپنے کسی عزیز کے خط کے جواب میں بغرض تبلیغ لکھا ہے سنانا شروع کیا۔ چونکہ خط بہت لمبا اور طویل تھا اور درمیان میں حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام بعض مقامات پر اس کی اصلاح یا بعض امور تشریح مزید کی غرض سے بیان فرماتے تھے اس لیے واپس مقام تک پہونچنے پر بھی وہ خط ختم نہ ہوا چنانچہ حضرت اقدس نے مناسب سمجھا کہ اسے بیٹھ کر تمام سن لیں حضرت مولوی نور الدین صاحب کے مطب میں بیٹھے ہوے اسے سنتے رہے اور مختلف مقامات پر آپ نے فرمایا

آذر حضرت ابراہیم کا باپ ہی تھا اللہ تعالے نے انکا نام اب رکھا ہے اس قسم کے انقلاب دنیا میں ہوتے آئے ہیں کبھی باپ صالح ہوتا ہے بیٹا طالح ہوتا ہے اور کبھی بیٹا صالح ہوتا ہے باپ طالح ہوتا ہے۔

ہمارے پڑ دادا صاحب بڑے مخیر تھے اور با خدا بزرگ تھے چنانچہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ان کو گولی کا اثر نہیں ہوتا۔ ایک وقت میں انکے دستر خوان پر ۵۰۰ آدمی ہوا کرتے تھے اکثر حافظ قرآن اور عالم ان کے پاس رہتے تھے اور قادیان کے ارد گرد ایک فصیل ہوتی تھی جسپر تین یا چار چھکڑے برابر برابر چلا کرتے تھے خدا کی قدرت سکھوں کی تعدی اور لوٹ کھسوٹ ہیں وہ سب سلسلہ جاتا رہا اور ہمارے بزرگ یہاں سے چلے گئے۔ پھر جب امن ہوا تو واپس آگئے

پھر ضمناً سادات کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ سید باعتبار اولاد علی رضی اللہ تعالے عنہ کے نہیں کہلاتے بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہونے کے حیثیت سے کہلاتے ہیں۔

ایک موقع پر میر صاحب کے عزیز نے اپنے خط میں ترکوں کی برائی لکھی تھی اور میر صاحب اس کا معقول جواب سنا رہے تھے حضرت اقدس نے اسپر فرمایا

اگرچہ ہمارے نزدیک ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ہی ہے اور ہمیں خواہ مخواہ ضروری نہیں کہ ترکوں کی تعریف کریں یا کسی اور کی مگر سچی اور حقیقی بات کے اظہار سے ہم رک

بہت جلد پہونچنے والے ہیں لہذا میں آپ کو ایسے ضعیف بہانوں سے جو مندرج کارڈ ہیں ترک نہ کرونگا جب تک کہ اتمام حجت پورا نہ کر لوں اور اسی لیے **آیات الرحمن** جواب **عصائی موسیٰ** بھی لکھ رہا ہوں ان شاء اللہ تعالے بحولہ و قوتہ۔ قریب آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ عصائی موسیٰ ہے یا الٰہی بخش عصای موسیٰ+ کا مصداق ہے یہ عریضہ بھی اتماماً للحجۃ لکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس امت کی خیریت اور افضلیت یہیں ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مشغول رہے کما قال تعالی کنتم خیر امۃ **اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ**۔ الحضرت جس اشتہار کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دعوی نبوت کا کیا ہے اسی اشتہار میں حسب ذیل عبارتیں موجود ہیں جنہیں صاف و صریح اس دعوی سے انکار بھی کیا ہے افسوس ہے کہ آپ نے نہ دعوی کو سمجھا اور نہ انکار دعوے کو تفصیل عبارات یہ ہے

+ یعنی الٰہی بخش سے زوردار تر حضرت موسیٰ کی عصا

(۱)

بے شک اسطرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا دیکھو صفحہ ۲ سطر ۱

(۲)

بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت **و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین** اور حدیث شریف **لا نبی بعدی** اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔

(۳)

ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں۔ دیکھو کس شدت سے انکار ہے

(۴)

ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں یعنی آیت **خاتم النبیین** پر۔

(۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیے گئے الی قولہ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی **فنا فی الرسول** کی یعنی استخلاف کامل جسکو دوسرے لفظوں میں بروز کہتے ہیں۔

(۶)

ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے یعنی بغیر حصول مرتبہ **فنا فی الرسول** کے۔

(۷)

نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔ یعنی بغیر **فنا فی الرسول** ہونے کے۔

(۸)

ولا سبیل الی فیض اللہ من غیر توسط یعنی اللہ تعالی کے فیوض کے حاصل کرنے کا اب کوئی طریقہ نہیں ہے بغیر توسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۹)

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو۔ دیکھو اس عبارت میں نبی شارع کی نفی بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک موجود ہے۔

(۱۰)

ومن ادعی فقد کفر یعنی جو شخص نبوت تشریعی کا دعوی کرے وہ کافر ہو گیا۔

(۱۱)

میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں۔ اے حافظ صاحب ذرا آنکھیں کھولو۔

(۱۲)

اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ حافظ صاحب اللہ کے واسطے اس فقرہ کو پڑھو۔

(۱۳)

میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ خدا سے خوف کر کر اسکو پڑھو۔

(۱۴)

یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پہنچ نہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم

(۱۵)

غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جاوے۔ دیکھو کسقدر انکار شدید ہے۔

(۱۶)

اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ دیکھو سہ ورقہ اشتہار میں کس قدر بار بار انکار ہے۔

(۱۷)

جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعوی کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعوی نہیں۔ حافظ صاحب باوجود ایسے انکاروں کے پھر بھی یہ الزام لگانا کسقدر جہالت ہے۔

(۱۸)

اسطور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔

(۱۹)

پس جو شخص شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے کہ دعوی نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔

اے حافظ صاحب اگر آپ میں کچھ خوف خدا اور تقوی اللہ ہے تو آپ ایسے شخص کو جسکی عبارات اسقدر کثرت سے سہ ورقہ اشتہار میں انکار دعوی نبوت مستقل کے لیے موجود ہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ مدعی نبوت مستقل کا ہے یا کوئی عاقل بالغ کہہ سکتا ہے کہ اس فنا فی الرسول نے ایسی نبوت اور رسالت کا دعوی کیا ہے جسکا انکار اجماع امت کر رہا ہے آپ اور میں دونوں لب گور بیٹھے ہوئے ہیں پھر کیونکر آپ کو ایسے الزام بیجا لگانے کی جرات ہوئی ہے ونعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ نیز میں گذارش کے چند وہ مقدمات عرض کرتا ہوں جو تمام اکابر امت کو مسلم ہیں اور۔

کتاب اللہ اور سنت صحیحہ اور اجماع امت اُس کی مثبت ہیں اور چونکہ وہ مقدمات آپ کو بھی مسلم ہیں لہذا اُن کے ادلہ کی تفصیل کا حوالہ رسائل مؤلفہ خاکسار پر ہے تاکہ اس مقام پر تطویل لاطائل باعث ملالت جناب نہ ہو۔

مقدمہ اوّل

خواص و افراد امت مرحومہ کے مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب نہیں ہیں اور امور غیبیہ پر بذریعہ الہامات حسب ضرورت ازمنہ مشرف ہوتے ہیں اور رویا مومن کی چھیالیسواں جزنبوۃ کا ہے کما جاء فی الحدیث الصحیح۔

مقدمہ دوم

نبی کے معنے ہیں خدا کیطرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا اور رسول کے معنے خدا کیطرف سے بھیجا ہوا یہ مقدمہ بھی آپ کو مسلم اور ایک صداقت ثابت شدہ ہے کیونکہ لفظ نبی نباء سے مشتق ہے جو بمعنی خبر کے ہے اور لفظ رسول رسالت سے نکلا ہوا ہے جو بمعنے بھیجنے اور مبعوث کرنے کے ہے۔

مقدمہ سوم

حضرت مرزا صاحب کو آپ بطور یقین کے مجدد مان چکے تھے اور الہامات براھین احمدیہ کو تسلیم کر چکے تھے یعنی مجددیت حضرت مرزا صاحب کی آپ کے نزدیک امر ثابت شدہ صداقت تھا جو شک و شبہ سے زائل نہیں ہو سکتا یہ مسئلہ علم اصول کا ہے اور آپ کو اور نیز سب کو مسلم ہے کہ شک سے یقین زائل نہیں ہو سکتا۔

بعد تمہید ان مقدمات ثلثہ کے میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے اس اشتہار میں وہ کونسا دعوی کیا ہے جو ان مقدمات ثلثہ کے مخالف ہو بیٹھا تو حرفا اگر آپ کہیں کہ مرزا صاحب نے اسمیں دعوی رسول ہونے کا کیا ہے تو گذارش یہی کہ جب آپ نے حضرت مرزا صاحب کو مجدد مان لیا تو مبعوث من جانب اللہ بھی مان لیا اور جب کہ مبعوث تسلیم کر لیا تو ظلی رسول بھی مان لیا کیونکہ رسول اور مبعوث دونوں الفاظ مترادفہ ہیں **ہاں** وہ رسالت جو مختص بجناب رسالتمآب ہے اُس سے تو وہ تحاشی کرتے ہیں کما مر مفصلاً۔ اور جب کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو مان چکے تھے کہ مکالمات الٰہیہ مشتمل غیوب سے انکو نصیب حاصل ہے تو آپ نے انکو ظلی نبی بھی مان لیا دیکھو ہر سہ مقدمات مذکورہ کو ہاں وہ اس نبوت سے خود تحاشی کرتے ہیں جو مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے بہا وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین کا بروز اپنے تئیں قرار دیتے ہیں جیسا کہ اصل شئے کا عکس آئینہ میں ہوتا ہے کہ بجز اصلیت او ظلیت کے کوئی فرق ذو الظل اور ظل میں نہیں ہوتا اور براھین احمدیہ جو آپ کو مسلم تھی اسمیں اس قسم کے الہامات بکثرت موجود ہیں جیسا کہ جَرِيُّ اللّٰهِ فِي حُلَلِ الْاَنْبِيَاءِ جری کے معنے کتب لغات میں رسول کے لکھے ہیں پھر اب وہ کونسا امر موجب کفر پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے آپ ملاقات کرنا پسند نہیں کرتے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب تک آپکو مقدمات ثلثہ مذکورہ بالا مسلم ہیں تب تک آپ ہرگز ہرگز اشتہار مرزا صاحب یا مہدویت و مسیحیت حضرت اقدس سے از روئے ادلہ شرعیہ انکار نہیں کر سکتے یا تو آپ ان جملہ امور کا جواب تفصیلی دیں ورنہ آپ قبول کریں در صورت نہ ہونے دونوں باتوں کے آپ تعلیم اسلام سے متجاوز ہو جاویں گے نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ اور آپکو جواب اسبات کا دینا بھی اس خط کے جواب میں ضروری ہوگا کہ مخالفین جو حضرت عیسیٰ نبی اسرائیلی کے نزول کے قائل ہیں اس عقیدہ سے سوائے اُن صدہا مفاسد کے جو اسلام کو ضرر شدید پہونچاتے ہیں اور جنکی تفصیل ہمارے رسائل میں موجود ہے ایک مفسدہ عظیم الشان یہ لازم آتا ہے کہ آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ اور احادیث متضمن مضمون لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سب غلط اور باطل ہوئی جاتی ہیں و نعوذ باللہ منہا۔ افسوس صد افسوس کہ آپ کو ایسے عقیدہ والوں پر کچھ اشتعال پیدا نہ ہوا جو اللہ تعالے کی لگائی ہوئی مہر کو حضرت عیسیٰ نبی کے دوبارہ اتارنے سے توڑے دیتے ہیں اور دیگر صدہا مفاسد جو اس عقیدہ سے لازم آتے ہیں وہ اسپر علاوہ ہیں لیکن اسپر ایسا غضب ہوا کہ ملاقات تک پسند نہیں تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى حالانکہ ہم نے اس مہر ختم نبوت کو صرف نبوت ظلی اور بروزی میں ایسا واضح کر کر دکھلا دیا جیسا کہ آفتاب نصف النہار کا وجود واضح ہوتا ہے چنانچہ فقرات نوزدہ گانہ کے مطالعہ سے واضح ہے اگر آپ کہیں کہ حضرت عیسیٰ نبوت سے معزول ہو کر آویںگے تو پھر وہ تمام آیتیں نعوذ باللہ غلط ہوئی جاتی ہیں جنمیں وہ ہمیشہ کو نبی قرار دیے گئے ہیں اور کسی زمانہ کا استثنا اُن میں موجود نہیں اور پھر یہ بھی گذارش ہے کہ متکلمین نے اس عقیدہ کو کہ کوئی نبی معزول عن النبوۃ ہو جاوے کفر قرار دیا ہے اور پھر علاوہ یہ کہ در صورت معزول عن النبوۃ ہونے کے حضرت عیسیٰ ایک شخص احد من الناس بنی اسرائیل میں سے ہو گئے پھر انکو اند یں صورت کونسی فضیلت حاصل رہی جو اس امت کے مجددین سے افضل ہوں اور اس امت دعوت یا اجابت کی اصلاح آکر کریں پھر جب کہ ترجیح بلا مرجح جائز نہیں ہے تو پھر ترجیح مرجوح کیونکر جائز ہو سکتی ہے پھر باوجود تسلیم مقدمات ثلثہ مذکورہ بالا کے کیا

مجددین امت مرحومہ کو یہ قابلیت حاصل
نہیں ہو سکتی جو بنی اسرائیل میں سے
کسی احد من الناس کے لانیکی ضرورت
پڑے کلا و حاشا۔ ؎

امت احمد دو حصہ دارد نہاں اندر وجود۔
می تواند شد مسیحا می تواند شد یہود

یاد کرو وہ دعا سورہ فاتحہ کی جو ہر رکعت
میں پانچوقت پڑھا کرتے ہو کہ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ باتفاق
مفسرین مغضوب علیہم سے
مراد یہود ہیں اور ضالین سے مراد
نصاریٰ ہیں اب غور کرو کہ یہ دعا کیوں
تعلیم کی گئی اور منعم علیہم سے
مراد انبیا۔ صدیقین شہدا۔
و صالحین ہیں اگر ان ہر چہار فرق
کے صراط مستقیم پر چلنے سے وہ انعام
الٰہی جو انپر ہوئے ہیں متبع کو حسب اپنی
اپنی استعداد و اخلاص کے حاصل نہوں
تو پھر اس اتباع سے کیا فائدہ حاصل
ہوا غرضیکہ اتباع و انعام لازم و ملزوم
ہیں اگر کوئی شخص افراد امت میں سے
استعداد کامل رکھتا ہو اور صراط مستقیم
انبیا پر نہایت اخلاص سے چلے تو
اسپر نبوت کے انعام ضرور وارد ہونے
چاہییں علی ہذا القیاس۔ آگے رہا یہ
سوال کہ جب کہ جزئی نبوۃ اور ظلی رسالت
افراد امت مرحومہ کو بھی حاصل ہو سکتی ہے
تو پھر خلفاء اربعہ اور تابعین خیر القرون
کے افراد نے لفظ نبی اور رسول کا
اطلاق اپنے اوپر کیوں نہیں کیا حالانکہ
خیر القرون میں بہت سے افراد کامل
بھی گذرے ہیں جو فنا فی الرسول تھے
پھر مرزا صاحب نے ایسی جرات
کیوں کی جو خیر القرون سے ثابت
نہیں **جواب** اسکا یہ ہے کہ ما نحن فیہ
میں دو امر ہیں۔ امر اول تو تمکین و استقرار
مسئلہ خاتم النبیین کا ہے جو سب سے
مقدم ہے۔ امر دوم جو اس امر اول پر
متفرع ہے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کے فیوض و برکات کا ثبوت و استقرار
ہے جو دوسرے لفظوں میں ظلی نبوت
اور جزئی رسالت یا بروز محمدی اس کا نام ہے
یہ دونوں امر اگرچہ باہم لازم ملزوم ہیں لیکن
جب تک امر اول اور مسئلہ اولیٰ کا اثبات
اور تمکین نہ ہووے تب تک مسئلہ دوم
کیونکر ثابت کیا جاوے۔ پس بریں توجیہ
حکمت الٰہیہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ زمانہ
اولیٰ خیر القرون میں بسبب ادعا جھوٹے
مدعیان نبوت مثل مسیلمہ کذاب وغیرہ کے
مسئلہ اول کا اثبات و تمکین ہی مقصود
بالذات رہے کیونکہ جب مسئلہ اول مستقر
اور ثابت ہو جاوے گا تب مسئلہ دوم
کا ثبوت جسکا وہ خود مشاہدہ کر رہے
تھے خود بخود اسپر متفرع ہوگا لیکن جبتک
کہ مسئلہ اول ثابت نہ ہو بحکم ثبت العرش
ثم النقش کے مسئلہ دوم کا اثبات
نہیں ہو سکتا لہذا افراد کمل خیر القرون کو
اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ
نے ہمہ تن صرف مسئلہ خاتم النبیین کے
استقرار و تمکین ہی کیطرف متوجہ رکھا
اور انکی مساعی جمیلہ سے جو جو کاذب
مدعیان نبوت کے پیدا ہوئے ان کی
سرکوبی اور ہلاکت جیسا کہ کتب مقدسہ
میں لکھی ہے ان کے ہاتھوں سے آئی
وجزاهم الله خير الجزاء۔ اگر خیر القرون
کی توجہ اس مسئلہ ختم نبوت کیطرف اللہ تعالیٰ
اس کوشش کے ساتھ متوجہ نکرتا تو پھر
مسئلہ کسیقدر مشتبہ ہی ہو جاتا لہذا
بمزید احتیاط کمل افراد خیر القرون کو
ایسا کوئی الہام الٰہی نہ ہوا کہ وہ اپنے
اوپر لفظ نبی یا رسول کا بطور ظلیت کے
اطلاق کرتے باوجودیکہ فیوض خاتم النبیین
سے جسکو ظلی نبوت کہتے ہیں وے
بھرپور تھے کیونکہ ثبت العرش ثم النقش
ایک قضیہ مسلمہ ہے کیونکہ بغیر الہام
اور اعلام الٰہی کے خیر القرون ہوں
یا آخَرِينَ مِنْهُمْ دعویٰ ظلی نبوۃ
کا کیونکر کر سکتے ہیں اس دعویٰ کے لیے
امر الٰہی کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ ما نحن فیہ
میں موجود ہے کیونکہ بنا پر تو کوئی ایسا
دعویٰ ہے ہی نہیں جو بغیر الہام اور امر
الٰہی کے ہوا ہو ہاں نظیر ایسے مسائل کی
تعلیم اسلام میں ضروری موجود ہیں۔
مثلاً جیسا کہ مخبر صادق نے زیارت
قبور کے مسئلہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ
نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ
فَزُورُوهَا یا مثلاً وقت نزول
قرآن مجید کے احادیث رسول مقبول صلعم
صحیفوں میں تحریر نہیں کی گئیں تھیں تاکہ
کلام الٰہی کلام بشر کے ساتھ مختلط نہ
ہو جاوے پس جب کہ ختم نبوت تمام
امت کے اذہان میں بخوبی مستقر ہو چکا
تب ان فیوض اور برکات ختم نبوت
کے اثبات و اظہار کا زمانہ آیا جو مثل
انہار جاریہ کے کمل افراد خیر القرون کو
پہونچے ہوئے تھے اور کتاب اللہ
اور سنت صحیحہ سے مثل آفتاب
نصف النہار کے ثابت تھی جو دوسرے
لفظوں میں بروز محمدی اور ظلی نبوۃ
بولے جاتے ہیں اور اس آخری زمانہ
کو بسبب طول مدت ختم نبوت کے
جو فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ
قُلُوبُهُمْ کا مصداق ہے اظہار
فیوض خاتم النبیین کی چونکہ سخت ضرورت
تھی لہذا خود مخبر صادق نے مہدی
کے لیے نام محمد اور احمد ہونا
بیان فرما دیا ہے جو ہی بروز اور ظلی
نبوت کیطرف ہدایت و ارشاد کر رہا ہے
کیونکہ اس قرن میں جو ہزاروں فتن
دجالیہ کے مشاہدے ہو رہے ہیں
بغیر آنحضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے ہوئے
دفع نہیں ہو سکتے اس وبار عالمگیر
فتن دجالیہ کے دفع کے لیے زمانہ
یہ تقاضا کر رہا ہے کہ یوں کہا جاوے

آمنہ پوت عبد اللہ جائے
نکل و با محمد آئے

لیکن جب کہ یہ سنت اللہ نہیں تھی کہ خود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک
سے خروج کر کے اس دنیا میں رونق
افروز ہوں تو پھر مسئلہ بروز کے بغیر
جسکی خبر خود مخبر صادق نے دیدی ہے
کہ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِی وغیرہ وغیرہ

اور کیا چارہ ہو سکتا ہے دیکھو براہین
میں الہامات ذیل موجود ہیں جنکو تم
تسلیم کر چکے ہو۔ بشریٰ لک
یا احمدی اس الہام اور دیگر الہامات
کثیرہ میں احمد نام موجود ہے ایضاً
قل ان کنتم تحبون اللہ فا
تبعونی یحببکم اللہ یہ الہام
بھی اتحاد اور بروز پر دلالت کرتا ہے
ایضاً ھو الذی ارسل رسولہ
بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ
علی الدین کلہ اس الہام
میں لفظ رسول کا موجود ہے ایضاً
صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک
من علم و تعلم یہ الہام بھی
اتحاد اور بروز پر دلالت کرتا ہے
کیونکہ برکات الہیہ معلم اور متعلم
دونوں پر اس الہام میں مساوی ہیں
اور مولوی محمد حسین ان تمام الہامات
کو تسلیم کر چکے تھے بلکہ ان پر تقریظ
لکھ چکے تھے پھر یہ تصدیق یا تو
جاہلانہ تھی یا منافقانہ تھی لیکن ہر دو
مشکل ہاں اگر عالمانہ کہی جاویں تو
پھر کوئی اشکال باقی نہ رہے گا اب
جسکو تم پسند کرو تمہارا اختیار ہے
ای حافظ صاحب شکر کرو کہ جامی
نے جو اپنی مثنوی میں فریاد کی تھی کہ

مثنوی

ز مہجوری بر آمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی
بروں آور سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی
ز خاک ای لالہ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
فرود آویز از سر گیسواں را
فگن سایہ بپا سرو رواں را
ادیم طائفی نعلین پا کن
شراک از رشتہ جانہا ما کن
بدہ دستی ز پا افتادگاں را
بکن دلداری دلدادگاں را

اس کی فریاد آپکی اسوقت میں سنی گئی
الی اخر المناجات۔ کلام طویل ہوگیا
اب اصل مسئلہ کیطرف رجوع کیا جاتا ہے
مگر ہاں اس مسئلہ ختم نبوت سے علماء
ظاہر مت سے اس غلطی میں پڑ گئے
کہ جس فرد نے امت مرحومہ میں سے ان
فیوض خاتم النبیین کے حصول کا
دعوے بسبب کمال اتباع کے کیا وہ
اس کے سہام تکفیر و تضلیل کا نشانہ ہو
لیکن یہ ان کی بڑی غداری اور غلطی ہے

ولنعم ما قیل ؎

چوں قلم در دست غدارے فتاد
لاجرم منصور بر دارے فتاد۔

کیونکہ اگر ظلی طور پر برکات ختم نبوت
کے متبع اور مستعد باکمال مخلص کو بھی
حاصل نہ ہوں تو پھر اصلاح امت
اور تجدید دین متین کیونکر ہو سکتی ہے
اور پھر حضرت خاتم النبیین و سید
المرسلین کا کونسا کمال باقی رہے گا
کیونکہ اس صورت میں تو تمام وہ دروازے
فیوض و نعم الہیہ کے جو بنی اسرائیل پر
کھلے ہوئے تھے وہ سب کے سب
بند ہو گئے اور تمام برکات محمدیہ ختم
ہو چکیں و نعوذ باللہ منہ حالانکہ
اللہ تعالے نے فرمایا ہے ماکان
محمد ابا احد من رجالکم و
لکن رسول اللہ و خاتم
النبیین۔ اس آیت میں غور کرو کہ لفظ
لکن کیوں لایا گیا ہے جو استدراک کے
واسطے آتا ہے یعنی واسطے دفع کرنے
اس وہم کے جو کلام سابق سے پیدا ہوا
ہو تدبر کرو اس آیت میں کیا وہم پیدا
ہوا جو لفظ لاکن سے دفع کیا گیا سنو
وہ وہم یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کسی فرد کے باپ نہیں ہیں
تو اب ان کا کوئی سلسلہ دنیا میں
جاری نہ رہے گا اور نعوذ باللہ جیسا
کہ کفار نے کہا تھا کہ آپ ابتر رہینگے
وہ صحیح ہوا ثم نعوذ باللہ منہ
اس وہم کو اللہ تعالے نے بحرف لاکن
دفع فرمایا اور یوں ارشاد کیا کہ یہ امر
ہرگز نہ ہوگا کیونکہ وہ تو رسول اللہ ہیں
اور رسول اللہ بھی کیسے کہ خاتم النبیین
اس کے فیوض رسالت اور برکات ختم
نبوت تو قیامت تک جاری رہینگے
اور کل افراد امت جو اس کی اولاد معنوی
ہیں بحکم الدین سر لابیہ کے
فیوض رسالت و برکات ختم نبوت سے
جو جزئی نبوت و ظلی رسالت ہے قیامت
تک فیضیاب رہے گی اور آخری
زمانہ میں تو ایک مہدی ایسا ہو گا کہ
وہ تو محمد اور احمد ہی ہوگا پس
گویا کہ انا اعطینک الکوثر اس
آیت کی ایک لطیف تفسیر ہے کیونکہ
القران یفسر بعضہ بعضا
قضیہ مسلمہ ہے پھر دیکھو اللہ تعالے
اس امت کو مخاطب کر کر فرماتا ہے کہ
الیوم اکملت لکم دینکم و
اتممت علیکم نعمتی و
رضیت لکم الاسلام دینا
اب سوال یہ ہے کہ کیا ان دروازوں
نعم الہیہ کا بند کر دینا یا برکات خاتم
النبیین کے ختم کر دینا اس امت کے
لیے اتمام نعمت کہا جا سکتا ہے کلا
و حاشا ایسا قول کرنا تو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ابتر کہنا
ہے اور آیت خاتم النبیین کو بطور
لا تقربوا الصلوٰۃ کے عمل کرنا۔
اور پھر استفسار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
جو نام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا
قرآن مجید میں سراج منیر رکھا ہے
اس سے کیا یہی مراد ہے کہ اس سے
کوئی دوسرا چراغ روشن نہ ہونے پاوے
کلا و حاشا پس خلاصہ کلام اور فذلک
المرام یہ ہے کہ جسطرح صحابہ کرام کے
زمانہ میں تفسیری حقایق اور معارف
قرآنی جو اب بیان ہو رہے ہیں بیان
نہیں ہوئے اور انکی توجہ صرف مع
قرآن مجید ہی کی طرف رہی جیسا کہ منشا
آیت ان علینا جمعہ وقرانہ
فاذا قرأناہ فاتبع قرانہ ثم ان
علینا بیانہ کا ہے اور بعد
قرون صحابہ کرام کے آجتک حسب
ضرورت وقت ایسی تفاسیر پائی جاتی
ہیں جنسے اعجاز بلیغ اور معجزہ کاملہ ہونا

قرآن مجید کا ثابت ہوتا چلا جاتا ہے تو بطرز جو یہ تفاسیر حقہ یہ از معارف وحقائق حسب ضرورت ازمنہ بدعت نہیں ! وجودیکہ صحابہ کرام سے ماثور ومنقول نہیں اسی طرح پر اشاعت ان حقائق خاتم النبیین صلعم کی جو بروز محمدیہ میں موجود ہوتی ہیں ضروری اور واجب ہے خصوصًا اس زمانہ آخری میں جو زمانہ مہدی ومسیح موعود ہے اب میں دوسرا قول اکابر امت سے بیان کرتا ہوں جنہوں نے بروز محمدیہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اول تو ظلی نبوۃ کیلئے خود حدیث موجود ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل جبکہ علماء امت مانند انبیاء بنی اسرائیل کے ہوئے تو پھر مہدی اور مسیح موعود تو علماء امت سے بہت بڑے عالی مقام پر ہے وہ ایک معنی سے نبی ہوا یا نہیں ایضًا حدیث میں ہے من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ وبین النبیین درجۃ واحدۃ فی الجنۃ رواہ الدارمی کذا فی المشکوٰۃ - اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ مہدی اور مسیح موعود کیا آپکے نزدیک اس طالب علم سے بھی کچھ زیادتی نہیں رکھتا جو طلب علم واسطے احیاء دین کے کرتا ہو *

تذکرۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی نے کہا کہ میں ہی آدم ہوں میں ہی شیث ہوں میں ہی نوح ہوں میں ہی ابراہیم ہوں میں ہی موسیٰ ہوں میں ہی عیسیٰ ہوں میں ہی محمد ہوں اس جگہ پر ایک نکتہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ بایزید بسطامی نے یہ دعویٰ بروز کا خود کیا ہے مخبر صادق کیطرف سے خاص انکی نسبت کوئی بشارت منقول نہیں ہے لیکن یہاں پر خود آنحضرت صلعم نے اس مہدی موعود کا نام محمد واحمد رکھا ہے کہ یواطی اسمہ اسمی وغیرہ وغیرہ اور لطف بر لطف یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں یہ دونوں نام الہامًا موجود ہیں فطابق الحدیث بالالہام والالہام بالحدیث . اور نام احمد تو خود یوم ولادت سے ہی ایک نوع کی تکریم وتعظیم محمدیہ کے لحاظ کے ساتھ رکھا ہوا ہے یعنی غلام احمد اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ نام سے مراد اسجگہ پر صرف الفاظ نہیں ہیں کہ ہونہار صدہا بچوں کا نام بھی احمد اور محمد رکھا جاتا ہے بلکہ یہاں پر اسماء محمد واحمد سے حقیقت محمدیہ واحمدیہ مراد ہے وبس . محی الدین بن العربی فتوحات میں لکھتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ امام ابو محمد ابن حزم نے آپ سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے میں غائب ہو گیا اور سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا نظر نہ آیا یہ سب امور مذکورہ مولوی محمد حسین تقریظ براہین احمدیہ میں مصدق کرچکے ہیں والفضل ما شہدت بہ الاعداء - یہی کا نام اتحاد ہے اور بروز کا مورد بھی ایسا ہی مجدد فنا فی الرسول ہو سکتا ہے -

اے حافظ صاحب آپ اشتہار کو من اولہ الی آخرہ پڑھیے اور پھر انصاف سمجھیے کہ مہر خاتم النبیین کی مخالفین کے خیالات کے بلاحسب بجلی ٹوٹی جاتی ہے مگر افسوس کہ آپ تو اپنے خیالات کے ہی مقلد ہیں یا اقوال بے سروپا علماء زمن کے مقلد ہیں اور دوسروں پر الزام تقلید کا لگاتے ہیں اب اس تمام تحقیقات کا جواب علماء سے لکھوائیے ورنہ یہاں پر تشریف لے آویں اور اپنے ہمراہ کسی عالم معتمد کو بھی لے آیئے تاکہ باسانی وہ امور طے ہو جاویں جس کی وجہ سے آپ کو تغیر پیدا ہوا ہے -

مکرر ایک گذارش اور ہے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ما بین قبری ومنبری یا منبری روضۃ من ریاض الجنۃ اس سے کیا مراد ہے اگر آپ کے نزدیک یہ حدیث اپنے ظاہری معنے پر محمول ہے تو یہ معنے ظاہری کیونکر درست ہو سکتے ہیں کیا روضہ جنت کی وسعت اسیقدر ہے کہ جسقدر فاصلہ درمیان قبر اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے یہ تو نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے بالکل مخالف ہے پس یا تو علماء سے آپ اس کا جواب لیویں اور یا جو اس حدیث کا مطلب ہم بیان کرتے ہیں اسکو قبول کریں وہو ہذا اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کیطرف اشارہ فرمایا ہے الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون۔ یعنی کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ تعالےٰ نے طیب کلمہ کی ایک مثال بیان فرمائی کہ کلمہ طیبہ مانند ایک پاکیزہ درخت کے ہے کہ اسکی جڑ ثابت ہے اور اسکی شاخیں آسمان میں ہیں اور ہر ایک وقت میں اپنے پروردگار کے اذن سے پھل دیتا رہتا ہے اور اللہ تعالےٰ لوگوں کے لئے ایسی مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ اصل بات کو سمجھ لیویں مطلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ میں جو زمین پاک میں دفن کیا جاؤنگا تو سمجھو کہ میں بمنزلہ تخم پاک کے ہوں جو زمین پاک میں بویا جاوے اور جو تخم عمدہ زمین میں بویا جاتا ہے وہ نہایت عمدہ پھل دیتا رہتا ہے اسی طرح پر تم مجکو مردہ نہ سمجھو بلکہ میرے مدفن کا مقام بمنزلہ ایک باغ جنت کے ہے کہ اپنے وقت میں ضرورتوں کیوقت عمدہ عمدہ پھل اس سے پیدا ہونگے یعنی میں حیات النبی ہوں اور میری حیات اس طرح پر ہوگی کہ جسطرح تخم پاک کی حیات بروزی رنگ میں ہمیشہ قائم رہتی ہے پس جسطرح پر ایک تخم سے صدہا ثمار دیگر پیدا ہوتے ہیں اسی طرح پر مجھسے احمد ومحمد پیدا ہونگے خصوصًا آخری زمانہ میں تو ایک مہدی ایسا احمد ومحمد پیدا ہوگا جو مجھمیں اور اسمیں کچھ بھی فرق نہ ہوگا جیسا کسی تخم کے پیدا شدہ میوہ میں اصل تخم سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور جو لوگ اس روضہ جنت میں ہی دنیا میں تمتع حاصل کرینگے وہی روضہ جنت میں داخل ہونگے پس اس لحاظ سے بھی وہ زمین پاک جسمیں ایسا عمدہ تخم بویا گیا ہے جنت ہی ہوگی ۔ والسلام ۔ فقط مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۰۱ع ۔ سید محمد احسن امروہوی نزیل دار الامان ۔

* جناب علی مرتضیٰ کو بھی مسیح کا بروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مع جمیع ممبران خاندان بہمہ وجوہ بفضلہ تعالے تندرست ہیں۔ حضرت اقدس مصری رسالہ **المنار** کے مضمون پر اشتہار لکھ رہے ہیں چنانچہ دو کاپیاں اس اشتہار کی پریس میں بھی جا چکی ہیں۔

۲۔ حضرات مولوی صاحبان بھی خدا کے فضل سے خوش و خورم ہیں گو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت پچھلے کئی دنوں سے ناساز ہے تاہم وہ اپنے مفوضہ امور دینی کے سرانجام دینے میں مسیح ہی سرگرم ہیں خدا تعالے انکو جلد شفا کلی عطا فرماوے آمین۔

۳۔ اس ہفتہ میں بہت سے مہمان تشریف لائے جنمیں سے بابو شاہدین صاحب تلیشن ماسٹر منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان سے اپنی اہل و عیال کو لے کر ایک اچھے عرصہ تک حضرت اقدس کی صحبت سے فیض اٹھانے کے لیے حاضر ہوئے ہیں مولوی انوار حسین خاں صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے اور میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے حاجی فضل حسین صاحب مہاجر شاہ جہاں پور سے حاضر دار الامان ہوئے مرزا افضل بیگ صاحب اور مرزا محمود بیگ صاحب قصور سے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور سے۔ اور منشی فیض علی صابر امرتسر سے وارد ہوئے۔

ان سب کے علاوہ خوست علاقہ غزنی سے حضرت اقدس کے ایک مخلص مرید مولوی عبد الستار صاحب مع اپنے تین رفیقوں کے تشریف لائے مولوی عبد الستار صاحب کی زبانی ہمیں معلوم کر کے از بس افسوس ہوا کہ ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص دوست مولوی عبد الرحمن صاحب جو اس علاقہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا موجب ہوئے کسی ناخدا ترس کے اشارہ سے شہید کیئے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

۴۔ اس ہفتہ میں بیعت کرنے والوں کے نام بہت ہیں مختصر لکھے جاتے ہیں

بیعت

۱ احمد الدین صاحب۔ ملتان۔ پاک دروازہ
۲ حافظ الٰہی بخش صاحب۔ منارہ۔ جہلم ڈاکخانہ نور پور
۳ غلام حیدر صاحب۔ راجیکے۔ گجرات ڈاکخانہ بگووال۔
۴ مولوی کریم بخش صاحب امام مسجد۔ کرڈیالہ۔ گجرات۔ ڈاکخانہ کرڈیالہ
۵ سید جواہر شاہ صاحب معافیدار ״
۶ چودھری کرم الٰہی صاحب ״
۷ ابو فتح الدین صاحب۔ گوجرانوالہ حال نوشہرہ ملازم محکمہ ڈاک سفری
۸ اللہ لوک صاحب۔ سیدانوالی۔ ضلع سیالکوٹ معہ زوجہ و دختر۔
۱۱ مولوی عبد الرحمن صاحب و نذیر الدین صاحب۔ موضع دھوبیاں ضلع پشاور
۱۲ محمد رمضان صاحب نمبردار۔ بارو متصل کیموہ تحصیل ہری پور ڈاکخانہ بچھپارہ علاقہ کشمیر۔
۱۳ محمد اسمٰعیل صاحب۔ ساکن گادڑنگ
۱۵ عاشور نائیک صاحب۔ موضع کھیوڑہ ڈاکخانہ شوپیاں کشمیر۔
۱۶ سید غلام نبی شاہ صاحب۔ گوئندکے مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ وارڈ چھاؤنی فیروز پور رسالہ نمبر ۱۵۔
۱۷ مشتاق حسین صاحب معہ والدہ و ہمشیرہ ثانی
۱۸ سید محمد حسین شاہ صاحب ״ مدرس ڈسکہ
۱۹ بیوزر صاحب۔ چگل پور ڈاک خوبیاں ضلع ہری پور کشمیر۔
۲۰ عبد الولی صاحب۔ کنگی پور ڈاک پانپور ضلع نگام کشمیر۔
۲۱ غلام احمد صاحب۔ بجبارہ ڈاک [illegible]
۲۲ عبد الاحد صاحب۔ بیہو ہارڈ ڈاک تحصیل اسلام آباد۔ کشمیر۔

۵۔ دار الامان کے ہفتہ رواں کے واقعات میں سے دو شادیاں بھی ہیں جو اس ہفتہ ۲۲ نومبر ۱۹۰۱ء کی شام کو بعد نماز مغرب ہوئیں خطبہ نکاح مولانا مولوی نور الدین صاحب نے پڑھا۔ یہ شادیاں جنکا ایک مختصر سا تذکرہ ہم کسی دوسرے موقع پر کرینگے احمدی قوم کے لیے ایک نمونہ ہیں پہلی شادی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی منشی فیض علی صابر صاحب امرتسری کی ہمشیرہ سے ہوئی دوسری مرزا افضل بیگ صاحب مختار [illegible] کے صاحبزادہ مرزا افضل بیگ صاحب کی مرزا محمود بیگ صاحب کی ہمشیرہ سے ہم ان احباب کو اس تقریب پر مبارک باد دیتے ہیں

مدرسہ

۱۔ عالی جناب خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب نے بحیثیت ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ فرمایا۔ اور مبلغ تین سو روپیہ مدرسہ کی امداد کے لیے اپنے معمول کے موافق عطا فرمایا۔

۲۔ حضرت اقدس نے گذشتہ ہفتہ میں مدرسہ اور دیگر ضروریات سلسلہ عالیہ کے متعلق سیر کے وقت ایک لطیف اور موثر تقریر فرمائی تھی اور اس امر پر زور دیا تھا کہ ہر ایسے آدمی جو سلسلہ بیعت میں داخل ہے فرض ہے کہ وہ چندہ میں شریک ہو ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے واپس دار الامان میں چندہ کرنا چاہا تھوڑی ہی دیر میں سلغہ کے قریب چندہ ہو گیا اسدن کے بعد سے آجتک مدرسہ کا چندہ ہر روز کچھ نہ کچھ آتا جاتا ہے یہ خدا کا فضل ہے اور بیشک خارق عادت امر۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری احباب مدرسہ کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک سنٹ کے لیے بھی لنگر کے بڑھتے ہوئے مستقل اخراجات کو فراموش کریں وہ اپنے ذمہ دین لازم کیطرح

پریس

۱۔ خطبہ الہامیہ کے طبع کا کام سردست معرض التوا میں ہے۔ اس لیے کہ مَنار کے مضمون کی تحریک پر ایک مختصر سا اشتہار پہلے شائع ہونا ضروری ہے۔

۲۔ ازالہ اوہام کا دوسرا ایڈیشن طبع ہو رہا ہے درخواستیں آرہی ہیں ۵۰۰ سے زیادہ چھاپا نہیں جاتا۔

۳۔ رسالہ دعا اور ناسخ منسوخ اور شیعہ کے خط کی بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں جو صاحب چاہیں جلد حکیم فضل الدین صاحب یا دفتر الحکم میں درخواست کر کے منگوالیں۔ ایسا ہی رسالہ آسمانی فیصلہ بھی ان دونوں جگہ سے مل سکتا ہے

۴۔ کتاب اعانت الرحمن جو منشی الٰہی بخش لاہوری کی کتاب عصائے موسیٰ کا ایک لطیف اور لاجواب جواب ہے آٹھ جزو سے زائد لکھی جاچکی ہے حضرت اقدس کا منشاء ہے کہ بہت جلد طبع ہو۔ اس لیے ہر ایک شخص جو اس لاجواب کتاب کا خریدار ہو اور ہر شخص کو ہونا چاہیے وہ فی العقد ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کے نام بمقام قادیان روانہ کرے۔

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں مولوی عبدالخالق صاحب مظفر نگر سے ایک خریدار بھیجتے ہیں۔ اور قاضی نظیر حسین صاحب کوئٹہ سے دو خریدار بھیجتے ہیں اور ایک خط بغرض اشاعت بھیجتے ہیں جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وہ خط یہ ہے۔

اخوی مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم الحکم کے دو نمبر جن میں آپ نے اشاعت الحکم کے لیے احمدی قوم کے آگے درد ناک پیرایہ میں اپیل کیا ہے میرے مطالعہ سے گذرے۔ الحکم کی حسن خدمات کی داد دینا میرے امکان سے باہر ہے اور میں اپنے اس قلبی جوش اور مسرت کے اظہار سے قاصر ہوں جو الحکم کے ملنے سے مجھے ہوتی ہے۔

میں نے بارہا اشاعت الحکم کے مسئلہ پر غور کیا ہے۔ یہ سوال کوئی معمولی سوال نہیں ہے جو بآسانی حل ہوتا ہوا معلوم ہو کیونکہ غیر احمدی جماعتیں اس کی خریداری کو کیوں منظور کرنے لگیں گی تاوقتیکہ سلسلہ عالیہ کے متعلق ان کے سینے بغض اور عناد سے پاک و صاف نہ ہوں اور جب تک ایسا نہ ہو وقت مناسب کا انتظار لازمی ہوگا۔

میں نفس مضمون سے دور نکل آیا مطلب کی یہ ہے کہ میں نے اپنی خواہش کے مطابق ہمیشہ اس امر کو ملحوظ اور مد نظر رکھا ہے کہ اشاعت الحکم کے ساتھ حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ عالیہ کے پاک مشن کی تبلیغ کافی مناسبت کے ساتھ ہو اور ہر فرقہ وطبقہ کے لوگ بلا لحاظ مذہب وملت اس سے بڑا فائدہ اٹھا سکیں جس کے لیے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت کے باہمت اور با اثر اصحاب توجہ فرماویں تو پنجاب اور ہندوستان کی لائبریریوں میں جو کافی تعداد میں ہیں الحکم کی ایک ایک کاپی کے خریدار کے اسباب بہم پہنچانے دشوار نہ ہونگے۔ میں التماس کرتا ہوں کہ براہ مہربانی ۵ ار نومبر ۱۹۰۱ء سے ایک سال کے لیے پرچہ الحکم آنریری سکرٹری صاحب سنڈیمن لائبریری کوئٹہ۔ اور دوسرا منشی دولت خان صاحب احمدی محرر جوڈیشل محکمہ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ وانیر بہادر قلات بمقام کوئٹہ کے نام جاری کر دیں اگر احمدی جماعت نے میری اس تجویز کو پسند کیا اور عملی صورت میں کامیابی کا جامہ پہنایا تو میں سمجھوں گا کہ محنت ٹھکانے لگی۔ والسلام۔ از کیمپ زیدی علاقہ ریاست قلات ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء

آپ کا صادق۔ قاضی نظیر حسین احمدی

خبریں

کانپور کی آتشزدگی:۔ ۷ نومبر کی شام کو کانپور میں نیشنل بنک انڈیا کے مکان واقع شہر میں ایک سخت آتشزدگی ہوئی اور تخمیناً ایک لاکھ روپے کے کپڑے کے گٹھے جل گئے۔ آگ ۱۰ بجے رات کو لگی تھی مگر چار بجے صبح ایک میونسپل انجنیر آگ بجھانے کے لیے نہیں آیا تھا۔ اسکی وجہ یہ بیان کی گئی کہ میونسپلٹی کے پاس کوئی نل سو گز قدم سے زیادہ لمبا نہیں ہے اور قریب سے قریب جو پانی کا بمباہے وہ ڈیڑھ سو قدم کے فاصلہ پر ہے۔ کسی وجہ سے گورنمنٹ کا کارخانہ چرم اپنے فائر انجن کو نہیں بھیج سکا۔ مشرش کو پر ایلین کے انجن کی مدد سے اور ہندوستانی نجار کی مدد سے آگ بجھائی گئی اور وہ کپڑا نہیں جلا جو قیمتی دس لاکھ روپے کا رکھا ہوا تھا

سب سے فربہ آدمی۔ ڈوور کا ایک باشندہ مسمی ٹامس لانگلی وزن میں سات من چودہ سیر ہے اس سے وزنی آدمی دنیا میں نہیں ہے۔ لانگلی ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ بوچڑ ہے اور ابھی زندہ ہے اس کا وزن بھی معمولی ہے یعنی دو من اٹھارہ سیر۔ ماں کو مرے ہوئے چند سال ہوئے وہ بھی کوئی قد آور عورت نہ تھی لانگلی بوجھ کا پیشہ کرتا تھا۔ اسکا قد ۵ فیٹ ۳/۴ انچہ ہے سینہ کی ناپ ستر انچہ کمر کی ۱۰۲ انچہ اور ران کی ۲۲ انچہ جب وہ چھوٹا تھا تو اسپر فربہی کے آثار نہ تھے اسکو ورزش اور تیراکی اور دوڑ دھوپ سے بڑی دلچسپی تھی۔

افیون کی آمدنی۔ گذشتہ چھ ماہ میں افیون کے سات سرکاری نیلاموں اور شہر بمبئی میں کے محاصل برآمد سے جسقدر آمدنی ہوئی۔ اس کی تعداد چار کروڑ سوا بارہ لاکھ روپیہ ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپا

کارخانہ مرہم عیسیٰ کی عجیب و غریب خاص خاص ہوا دویات مجربہ
مرہم عیسیٰ
قیمت فی تولہ
کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین برادر لاہور سے طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز! انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دھند جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ بل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹروں اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے اور عینک کی بھی ضرورت نہیں رہتی بچہ سے بیکر بوڑھے تک کو یکساں مفید ہے قیمت اسی لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھائیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲/ روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خاص ممیرا فیما شہ ۱۰/ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ۴/ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دینا۔

ترکیب استعمال۔ سرمہ بغرض حفاظت وتقویت بینائی صرف ایک دفعہ دن میں استعمال کرنا چاہیے کھانے پینے میں کسی قسم کا پرہیز نہیں ہے۔ برائے دفعہ امراض چشم دن میں دو دفعہ استعمال کرنا چاہیے ہر ایک قسم کی لئے پیڑ والی اشیاء اور گرم مصالحہ جات اور اشیاء ترش سے پرہیز لازمی ہے۔ جہاں تک ہو سکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ ترکیب استعمال ممیرا بحساب ایک رتی خالص ممیرہ دو تولہ مصری عمدہ قسم کے سرمہ میں حل کرکے دن میں دو مرتبہ استعمال کریں۔

نوٹ۔ اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہو سکے۔ تو اس کارخانہ سے بحساب ۴/ تولہ منگوا سکتے ہیں۔ پرہیز۔ ترش گرم اور بادی اشیاء سے پرہیز لازمی ہے۔ نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود کا مبارک خط

مشفقم سردار صاحب۔ اب کچھ عرصہ گذرا ہے کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا تھا وہ متفرق طور سے خرچ ہوا۔ لوگوں نے فائدہ بیان کیا۔ اب میرے گھر میں چند عوارض یعنی کمزوری نظر دیابانی جانے کی وجہ سے ضرورت ہے شاید اس سرمہ سے فائدہ ہو یہ بہتر موقع ہے کہ میں اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہوں۔ آپ براہ مہربانی ایک تولہ سرمہ فریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرماویں

الراقم مرزا غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

بعد تسلیم واضح رائے شریف ہو کہ میں نے جناب سے سرمہ سفید ممیرہ کا منگوایا تھا استعمال سے بہت ہی مفید پایا گئی دنوں کے پہلے دور ہو گئے خود مجھ کو پڑوال پڑا ہوا تھا وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے اور کارنیا واکنبہ کا ڈیلا بالکل خراب ہو گیا تھا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے پہلے میں دور کے آدمی کو پہچان نہیں سکتا تھا اب دور کی چیز بھی صرف دیکھ سکتا ہوں۔ اور اخبار بھی پڑھ سکتا ہوں۔ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ایک تولہ سفید سرمہ ممیرہ کا بذریعہ ویلیو پے ایبل بھیجدیں۔ ۲ مارچ ۱۹۱۰ء

راقم ڈاکٹر ہر برام پنشنر مقام بالاکوٹ ضلع ہزارہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہے ایک بھی فرضی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۱۰ء میں جمع کیا گیا ہے۔

لوا احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے اہتمام سے چھپا۔

نہیں سکتے۔ ترکوں کے ذریعہ سے اسلام کو بہت بڑی قوت حاصل ہوئی ہے یہ کہنا کہ وہ پہلے کافر تھے یہ طعن درست نہیں کوئی دو سو برس پہلے کافر ہوا کوئی چار سو برس پہلے یہ کیا ہے آخر جو آج سید کہلاتے ہیں کیا اُنکے آبا و اجداد پر کوئی وقت کفر کی حالت کا نہیں گذرا؟ پھر ایسے اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے۔

ہندوستان میں جب یہ مغل آئے تو انھوں نے مسجدیں بنوائیں اور اپنا قیام کیا الناس علی دین ملوکہم کے اثر سے اسلام پھیلنا شروع ہوا اور اب تک بھی حرمین شریفین ترکوں ہی کی حفاظت کے نیچے خدا نے رکھی ہوئی ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ نے دو ہی گروہ رکھے ہوئے ہیں ایک ترک دوسرے سادات۔ ترک ظاہری حکومت اور ریاست کے حقدار ہوئے اور سادات کو فقر کا مبدار قرار دیا گیا چنانچہ صوفیوں نے فقر اور روحانی فیوض کا مبدار سادات ہی کو ٹھیرایا ہے اور میں نے بھی اپنے کشوف میں ایسا ہی پایا ہے دنیا کا عروج ترکوں کو ملا ہے۔ حضرت اقدس یہ ذکر کر رہے تھے کہ ایک یورپین صاحب باہر اندر آئے اور ٹوپی اتار کر مجلس میں آگے بڑھے اور پہلی بات یہی کہا۔

یورپین السلام علیکم

ان کے السلام علیکم کہنے پر مختلف خیال حاضرین مجلس کے دل میں گذرے کسی نے ترک سمجھا اور کسی نے نومسلم۔ صاحب موصوف کو بیٹھے ہوئے ایک منٹ ہی گذرا ہوگا کہ خانصاحب نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟

یورپین۔ میں سیاح ہوں۔

خانصاحب۔ آپ کا وطن۔

یورپین۔ میں اتنی اردو نہیں جانتا۔

اور پھر کچھ سمجھکر بولا۔ او۔ ہاں انگلینڈ اتنے میں مفتی محمد صادق صاحب آگئے حضرت اقدس کے ایما سے وہ ترجمان ہوئے اور اسطرح پر حضرت اقدس اور یورپین نووارد میں گفتگو ہوئی۔

حضرت۔ آپ کہاں سے آئے ہیں۔

یورپین۔ میں کشمیر سے کلو گیا تھا اور وہاں سے ہو کر اب یہاں آتا ہوں۔

حضرت۔ آپکا اصل وطن کہاں ہے۔

یورپین۔ انگلینڈ۔ میں سیاح ہوں اور عرب اور کربلا میں بھی گیا تھا اب میں یہاں سے مصر و الجیریا کارتھج اور ستوڈان کو جاؤنگا۔

حضرت۔ آپکے اس سفر کا کیا مقصد ہے؟

یورپین۔ صرف دید۔ شنید۔ سیاحت

حضرت۔ کیا آپ بحیثیت کسی پادری کے سفر کرتے ہیں۔

یورپین۔ ہرگز نہیں۔

حضرت۔ آپ کی دلچسپی زیادہ تر کس امر کے ساتھ ہے کیا مذہب کے ساتھ یا علمی امور کیطرف یا پولیٹیکل امور کے ساتھ؟

یورپین۔ میں صرف نظارۂ عالم دیکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ کسی طرح دل مضطر کو قرار ہو۔

حضرت۔ آخر آپکے سفر کی کوئی غرض بھی ہے۔

یورپین۔ کوئی مدعا نہیں۔

حضرت کیا آپ فرمیسن ہیں۔

یورپین۔ میں انہیں یقین نہیں رکھتا بلکہ میں اپنا آپ ہی بادشاہ ہوں اور آپ ہی اپنا تاج ہوں میں سب کا دوست ہوں اور کسیکا دشمن نہیں۔

حضرت۔ آپ کا نام کیا ہے۔

یورپین۔ ٹی وی۔ ڈکسن۔

حضرت۔ عیسائی فرقوں میں سے آپ کس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

یورپین۔ میں کسی فرقہ کا پابند نہیں ہوں۔ میرا اپنا مذہب خاص ہے دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جسمیں صداقتیں نہوں۔ میں ان سب مذاہب میں سے صداقتوں کو لیکر اپنا ایک الگ مذہب بناتا ہوں۔

حضرت۔ اگر آپ کا کوئی مذہب نہیں تو یہ مجموعہ انتخاب بھی تو ایک مذہب ہی ہونا چاہیے۔

یورپین۔ ہاں اگر اسے مذہب کہنا چاہیے تو میرا یہی مذہب ہے۔ کہ مختلف صداقتیں لیتا ہوں۔

حضرت۔ اچھا جو مذہب آپنے مختلف مذاہب کی صداقتوں کو لیکر جمع کیا ہے وہ غلطیوں سے بالکل منزہ ہے یا کوئی اور مذہب بھی ایسا آپکے نزدیک ہے جو بالکل غلطیوں سے مبرا ہو۔

یورپین۔ جو مذہب میں نے جمع کیا ہے وہ تعلیم یافتہ لوگوں کیلئے اچھا ہے اور وہ مسیح کی اس تمثیل کے اصول پر ہے جو اس نے کسی مالدار آدمی کی بیان کی ہے کہ اُسنے اپنے نوکروں کو کچھ دیا انہیں سے ایک نے تو اُس روپیہ کو کسی مصرف میں لگایا اور اُس سے کچھ بنایا دوسرے نے کچھ نہ کیا۔ پس خدا نے جو کچھ ہمکو دیا ہے اگر ہم اس سے کچھ بنائیں تو وہ خوش ہوتا ہے اور جو کچھ نہیں بناتا اُس سے ناراض ہوتا ہے۔

حضرت۔ اچھا آپ کچھ روز یہاں قیام کریں گے؟ تاکہ آپ ہمارے مذہب سے جو ہم پیش کرتے ہیں فائدہ اُٹھائیں۔

یورپین میں ایک دن کے بعد واپس جانا چاہتا ہوں اور زیادہ سے زیادہ کل تک ٹھیر سکتا ہوں

حضرت۔ آپ ایک ہفتہ تک نہیں ٹھیر سکتے۔

یورپین۔ نہیں میں نہیں ٹھہر سکتا مسٹر کینیڈی ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹالہ میں میرے منتظر ہونگے میں انھیں آج آنے کو کہہ آیا تھا مگر خیر کل چلا جاؤنگا۔

حضرت۔ جب آپ کسی کے ہاں ٹھیر کر سنیں۔

اور آپ اپنے آپ ہی بادشاہ ہیں اور صرف نظارۂ عالم کے لیے آپ نکلے ہیں تو پھر کیوں آپ ایک ہفتہ تک نہیں ٹھہر سکتے۔

یوروپین۔ یہ سچ ہے مگر میں نے اپنے پیش نظر کل دنیا کا دیکھنا رکھا ہے اگر میں اس طرح پر ٹھہرنے لگوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سی دلچسپیاں مجھے ٹھہراتی جائیں گی۔

حضرت۔ آپ کے چہرہ سے اچھے آثار نظر آتے ہیں اور آپ سمجھدار اور زیرک معلوم ہوتے ہیں کیا اچھا ہو کہ آپ ایک ہفتہ یہاں رہ جائیں اور ہماری باتوں کو سمجھ لیں اگر آپ کا ارادہ ہو اور آپ پسند کریں تو صاحب کو ایک چٹھی لکھدی جاوے۔

یوروپین۔ میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ میں ایک دن سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے نو وارد سیاح کے لیے کھانے کا حکم دیا کہ جو کچھ یہ کھانا چاہیں وہ شیخ مسیح اللہ خانساماں سے جو وہ انگریزی کھانے پکانے میں استاد ہیں طیار کرایا جاوے اور گول کمرہ میں انکو ٹھہرا دیا جاوے چنانچہ حضرت اقدس اس کے بعد تشریف لے گئے اور صاحب ممدوح مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کی رہبری سے اور چند احباب کے ہمراہ مدرسہ کے مختلف کمروں میں گئے اور پھر لائبریری میں جاکر ناٹووچ روسی کی کتاب مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات کو دیکھکر اس کتاب کے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی جو انکو فی الفور نکالکر دی گئی۔ اس کے بعد انکو گول کمرہ میں ٹھہرایا گیا۔ اس اثنا میں ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سے کچھ باتیں ہوتی رہیں اور پھر مولوی محمد علی صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب مختلف اوقات میں ان سے اپنے مذہب کے متعلق عجیب عجیب پیرایوں میں کلام کرتے رہے خصوصیت کے ساتھ مسیح کی قبر کا کشمیر میں ہونا اور عربی زبان کا ام الالسنہ ہونا اور دوسرے مسلمانوں کی نسبت احمدی قوم کے خاص طور پر اخلاق اور روحانی ترقی میں ممتاز ہونے کا ذکر ہوتا رہا جسکا اس نے خود اعتراف کیا اور یہ دیکھکر اسے تعجب ہوا کہ کیونکر ایک چھوٹے سے گاؤں میں جہاں کسی قسم کی دلچسپی کا سامان نہیں ایک شخص ہر قسم کے اہل کمال اور زیرک انسان اپنے گرد جمع رکھتا ہے۔ جب وہ یہ سنتا کہ عربی کے عالم یہاں ہیں عبری کے عالم یہاں ہیں۔ انگریزی کے عالم یہاں ہیں فارسی کے عالم یہاں ہیں۔ ڈاکٹر یہاں ہیں وغیرہ وغیرہ تو اس پر ایک خاص قسم کا اثر ہوتا تھا۔

مسیح کی قبر کشمیر کے بیان کے سلسلہ میں اس نے بتایا کہ میں نے ایک سکہ دیکھا ہے جس پر لکھا تھا کہ میں شہنشاہ اور نجات دہندہ ہوں اور اس نے یہ بھی کہا کہ کشمیر کے ایک پنڈت نے مجھے کہا کہ میرے پاس سنسکرت زبان میں ایک کتاب ہے جس میں مسیح کے حالات لکھے ہوئے ہیں۔

اور اس نے یہ بھی کہا کہ بدھوں کی زبان پالی ہے اور یہودیہ کو پالسٹائن یا پالستان کہتے ہیں یہ اس نے کشمیریوں کے بنی اسرائیل ہونے کے ذکر میں بیان کیا۔

عصر کی نماز کے بعد اس نے حضرت اقدس کے تین فوٹو لیے۔ دو فوٹو آپ کے احباب کے ساتھ لیے اور ایک فوٹو الگ لیا۔

(باقی آئندہ)

۷ نومبر ۱۹۰۱ء کی شام

بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک نہر سرہند اور منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری ملہم اور حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کے درمیان خط و کتابت ہوئی تھی جو بابو محمد صاحب نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیجدی ہے اس خط و کتابت میں الٰہی بخش صاحب کا ایک الہام بھی درج ہے جسمیں بتایا گیا (خاک بدہنش) کہ مرزا صاحب چند روز میں ذلیل ہو جائیں گے۔

اس الہام کو چونکہ منشی الٰہی بخش نے صاف دیکھا ہے کہ الٹا ان پر ہی پڑا ہے اور سلسلہ عالیہ تو خدا کے فضل سے آناً فاناً ترقی کر رہا ہے اور ادھر حضرت حجۃ اللہ کو لگ خطاب العزۃ کے الہام ہوتے ہیں منشی الٰہی بخش اینڈ کو نے اپنی ذلت کے چھپانے کے لیے کتاب میں درج نہ کیا۔ مگر انکی شامت اعمال کب انھیں چھوڑ سکتی تھی یہ خط و کتابت انشاء اللہ مناسب صورت پر شائع ہوگی۔ غرض اس خط و کتابت پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ

ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا آدمی پیش کرو کہ جس کے اسقدر نشانات جن کے کروڑوں آدمی گواہ ہوں پورے ہوئے ہوں ایک سو سے زیادہ عظیم الشان پیشگوئیاں کتاب (تریاق القلوب) میں درج کر دی گئی ہیں جب یہ لوگ کسی کو پیش نہیں کر سکتے تو کہدیتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی فضیلت کا دعویٰ کرتے ہیں انکو اتنی خبر نہیں کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہاں فضیلت ہوئی یہ [illegible] گی اور عظمت تو آپ ہی کی

ہوئی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر تو کوئی چیز نہیں بلکہ اسی کے رنگ اور اسی کی چادر میں کر یہ ظہور نشانات کا ہورہا ہے اور اسی کے ہاتھ پر صادر ہورہے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جو اسباب اور سامان تبلیغ اور اشاعت کے ہمیں میسر آئے ہیں اور اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں وہ پہلے نہیں ہوئے اور نہ مذاہب کا اسقدر زور ہوا - غرض یہ نشانات اپنی نظیر نہیں رکھتے - الٰہی بخش کی پیشگوئیاں کیا حقیقت رکھ سکتی ہیں -

پھر مختلف باتوں کے تذکرہ میں فرمایا -

جو قوی خدا نے انسان کو دیے ہیں ان سب سے بجز سچے موحد کے کوئی دوسرا کام نہیں لے سکتا - شیعہ ترقی نہیں کرسکتے کیونکہ وہ تو اپنی ساری کوششوں کا منتہا امام حسین رضہ کو سمجھ بیٹھے انکو رو لینا اور ماتم کرلینا کافی قرار دے لیا ہمارے استاد ایک شیعہ تھے گل علی شاہ انکا نام تھا کبھی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے منہ تک نہ دھوتی تھے اسپر نواب صاحب نے آپکی تائید میں بیان کیا کہ وہ میرے والد صاحب کے بھی اُستاد تھے اور وہاں جایا کرتے تھے اور یہ واقعی سچ ہے کہ ان کی مسجدیں غیر آباد ہوتی ہیں ہماری مسجد کا ایسا ہی حال تھا اور اب خدا کے فضل سے وہ آباد ہو گئی ہے اور لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں اسپر حضرت اقدس نے نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا وہ کبھی کبھی آپ کے والد صاحب کا ذکر کیا کرتے تھے اور یہاں سے تین تین مہینے کی رخصت لے کر مالیر کوٹلہ جایا کرتے تھے - میں نے غائبانہ بھی کئی مرتبہ ذکر کیا ہے اور میری فراست مجھے یہی بتاتی ہے (زیر نواب صاحب کی مسجد کے آباد ہوجانے اور نماز لوگوں کے آنے کے ذکر پر فرمایا) کہ راستی کو قبول کرنا اور پھر خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال سے ڈر جانا اور اسکی طرف رجوع کرنا آپکے اور آپ کی اولاد کے اقبال کی نشانی ہے بجز اس کے کہ انسان سچائی سے خدا کیطرف آئے خدا کسیکی پروا نہیں کرتا خواہ وہ کوئی ہو -

سارکدن ہمیشہ نیک بخت کو ملتے ہیں -

یہ آثار صلاحیت - تقویٰ اور خدا ترسی کے جو آپ میں پیدا ہوگئے ہیں آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے بہت ہی مفید ہیں -

پھر جناب مولوی عبدالکریم صاحب نے طاعون کی خبر پوچھی کہ آج آپ نے اخبار پڑھا ہوگا کیا لکھا ہے -

فرمایا مجمل طور پر لکھا ہے کہ طاعون ترقی پر ہے - میرا ارادہ ہے اور مولوی صاحب نے بھی کہا ہے کہ ایک بار پھر طاعون کے متعلق ایک اشتہار دیدیا جاوے کہ لوگ رجوع کریں اور سچی پاکیزگی اور تبدیلی پیدا کریں -

پھر ضمناً فرمایا کہ دیکھا گیا ہے اور سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جسقدر زور ہوا ہے سچوں ہی پر ہوا ہے انکی مخالفت میں ساری طاقتیں خرچ کی گئی ہیں دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کتنا زور لگایا گیا پر خلاف اسکے مسیلمہ کذاب کو فی الفور مان لیا گیا ایسا ہی حضرت مسیح کے وقت میں بھی ہوا اور اب بھی ایسا ہی ہوا - جھوٹوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں راستبازوں پر حملہ پر حملہ کرتے ہیں اور اس کی مخالفت کیلیے سب مل بیٹھے ہیں -

اسی اثنا میں جناب مرزا خدا بخش صاحب اپنی کتاب عسل مصفیٰ سناتے رہتے بعد نماز عشا حضرت اقدس دولت سرا کو تشریف فرما ہوئے

اس سے پیشتر کہ حضور اندر تشریف لے جائیں آج کے آئے ہوئے نو وارد مہمان انگریز کے متعلق دو چار باتیں فرمائیں وہ ہم انشاء اللہ تعالےٰ ناظرین کو پھر سُنا دیں گے -

فونوگراف

کے ذریعہ دعوت اسلام

ناظرین الحکم غالباً اس خبر سے ناواقف نہیں کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کا منشا ہے کہ فونوگراف میں اپنی تقریر بند کر کے دوسرے ممالک میں بھیجیں اس تجربہ کے لیے عالی جناب **نواب محمد علی خان صاحب** رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی خدمت میں لکھا گیا تھا کہ جب دار الامان آئیں تو اپنا فونوگراف لیتے آئیں چنانچہ وہ لے آئے - اور حضرت اقدس کو وہ دکھایا گیا

قادیان جیسے گاؤں میں فونوگراف تو ایک عجیب تحفہ سمجھنا چاہیے اور حقیقت میں وہ عجیب چیز ہے اس لیے جب گاؤں میں یہ خبر چاہوا تو اکثر لوگوں کو اس کے دیکھنے کا خیال ہوا - مگر فونوگراف ایک ایسے معزز و مقتدر انسان کے ہاتھ میں تھا کہ ہر کس و ناکس جرأت نہ ہو سکتی تھی کہ وہ جاکر براہ راست عرض کرے اگرچہ نواب صاحب کے اخلاق فاضلہ سے بعید تھا کہ کوئی شخص

اگر چاہتا تو وہ نہ دکھاتے مگر لالہ شرمپت رائے جنکے نام سے الحکم کے ناظرین اور حضرت اقدس کی کتابیں پڑھنے والے خوب واقف ہیں، نے حضرت اقدس کے حضور التجا کی چنانچہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز ظہر کے لیے جب حضرت اقدس تشریف لائے تو آپ نے نواب صاحب ممدوح سے لالہ شرمپت رائے کی درخواست کا ذکر فرمایا نواب صاحب نے منظور فرمایا مگر اب قابل قدر اور لائق ذکر یہ بات ہے کہ حضرت اقدس نے سوچا کہ یہ لوگ تو بطور تفنن اور عجوبہ کے اسکو دیکھنا چاہتے ہیں بہتر ہوگا کہ ہم اس سے اپنا کام لیں اور انکو تبلیغ کریں چنانچہ آپ نے یہ تجویز فرمائی کہ اسمیں چند شعر جو ہم طیار کر دیتے ہیں بند کیے جائیں اور ایسا ہی پرانی نظموں میں سے، اور کچھ قرآن شریف ترتیلاً مولوی عبد الکریم صاحب بند کر دیں یا صاحبزادہ سراج الحق صاحب جنکی آواز اچھی ہے۔ آخر مولوی عبد الکریم صاحب نے ان شعروں کو بند کیا۔

کوئی پانچ ساڑھے چار بجے کے قریب حضرت اقدس کے بالاخانہ کے صحن میں فونوگراف رکھا گیا اور سندرجہ ذیل رقعہ لالہ شرمپت رائے کو لکھا گیا۔

رقعہ

لالہ شرمپت۔ نواب صاحب کو کہہ کر فینوگراف منگوالیا ہے اب تمہاری انتظاری ہے اگر ملاوامل بھی دیکھنا چاہے وہ بھی آجائے بلکہ اگر پانچ سات اور آدمی آنا چاہیں تو مضائقہ نہیں ہے ہر روز فرصت نہیں ملتی اس وقت فرصت نکالی ہے جلد آنا چاہیے۔ (مرزا غلام احمد)

چنانچہ لالہ شرمپت رائے اور آریہ سماج کا سکرٹری اور بہت سے لوگ ہندو اور مسلمان اس کے دیکھنے کو آئے اور لالہ شرمپت رائے کو فونوگراف کے بالکل پاس بٹھایا گیا سب سے پہلے فونوگراف نے منشی نواب خان صاحب ثاقب ایڈیٹر کوملوی کے لب ولہجہ سے یہ چند شعر سنائے۔

اشعار

بدہ از چشم خود آبے درختانِ محبت را
مگر روزے دہندت میوہ ہائے پر حلاوت را
مر اسلام در باطن حقیقتہا ہمی وارد
کجا باشد خبر زاں سر گرفتاران بدعت را
من از یار آمدم تا خلق را این ماہ بنمایم
گر امروزم نمی بینی بہ بینی روز حسرت را
گر از چشم تو پنہاں است شانم دم مزن بارے
کہ بد پرہیز بیمارے نہ بیند روے صحت را

اس کے بعد فونوگراف سے مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے لب ولہجہ میں یہ اشعار نکلے۔

اشعار

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف وگزاف سے
جب تک عمل نہیں ہے دل پاک وصاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بت کے طواف سے
باہر اگر نہیں دل مردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ وجدال وخلاف سے
وہ دیں ہی کیا ہے جسمیں خدا سے نشاں نہ ہو
تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو
مذہب بھی ایک کھیل ہے جبتک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں
دین خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دین خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا
جنکا یہ دیں نہیں ہے نہیں انمیں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
وہ لوگ جو کہ معرفت حق میں خام ہیں
بت ترک کرکے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

یہ اشعار پھر دوبارہ پڑھے گئے جو وقت یہ اشعار حضرت اقدس نے خاص اسی تقریب کے لیے چند منٹ میں لکھکر دیے تھے جب فونوگراف سے نکل رہے تھے تو احمدی جماعت کے ایمان میں ترقی اور تازگی آتی تھی اور ان کے چہروں سے خوشی اور لذت کے آثار نمایاں تھے برخلاف اس کے جو لوگ فونوگراف سننے کی درخواست کرنے والے تھے ان کے چہروں پر ایک رنگ آتا اور جاتا تھا مگر مجبور تھے سننا پڑا۔ اس کے بعد فونوگراف نے پھر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی آواز میں یہ چند شعر حضرت اقدس کے ایک الہامی نعتیہ قصیدہ کے سنائے۔

اشعار

عجب نوریست در جانِ محمد
عجب لعلیست در کانِ محمد
ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبانِ محمد
عجب دارم دل آں ناکساں را
کہ رو تابند از خوانِ محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت وشانِ محمد
خدا زاں سینہ بیزار است صد بار
کہ ہست از کینہ داران محمد
چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدانِ محمد
الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغِ بُرّانِ محمد
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوانِ محمد
الا اے منکر از شانِ محمد
ہم از نورِ نمایانِ محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمد

اس کے بعد قرآن شریف مولوی عبد الکریم صاحب کے لہجہ میں سنایا گیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

تفسیر القرآن

کا

دوسرا پارہ زیر طبع ہے۔ قیمت پیشگی فی جلد ۲ع مع محصول۔
علاوہ محصول ۱۰ع۔

مختصر نوٹ اور نکات

مرنا تو ایک دن ضروری ہے اور یہ علوم نہیں کہ موت کا فرشتہ کس وقت پیام اجل لے آوے۔ اس لیے ہر حال میں یہ ضروری ہے کہ ایسی حالت میں نہ مریں کہ جب ایک بھی اچھا کام دنیا میں نہ کیا ہو۔

غافل مشو ز احتیاط نفس یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

اس اصول کو مد نظر رکھکر اسلام نے یہ تعلیم دی ہے

لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

یعنی انسان کو ہر وقت ہی مسلمان رہنا ضروری ہے۔

اسلام کیا ہے؟ مختصر الفاظ میں اسکا جواب یہ ہے کہ انسان اپنی ساری طاقتوں کو خدا کے سپرد کر دے اور اُسکا پورا فرمانبردار ہو جاوے۔ رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں خدا کی رضا کا تابع ہو نہ اپنی خواہش کا۔

عجیب ہی بات ہے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کا قانون تو یہ ہے کہ ادنیٰ ہمیشہ اعلیٰ پر قربان کیا گیا ہے جیسے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کی صحت اور بقا اور نظام تمدن کی خاطر تمام حیوانات اس کے لیے قربانی کا حکم رکھتے ہیں۔ پانی کے کیڑوں سے لے کر شہد کی مکھیوں اور ریشم کے کیڑوں اور تمام حیوانات اونٹ۔ بیل۔ بکری۔ گائے۔ بھینس وغیرہ سب انسانی زندگی کے خادم ہیں جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اعلیٰ کے لیے ادنیٰ کی قربانی رکھی گئی ہے مگر ہمارے عیسائی پادری کہتے ہیں کہ یہ قانون باوجود دیکہ دنیا میں متعارف ہے لیکن صحیح نہیں ادنیٰ کیلیے اعلیٰ کی قربانی ہو سکتی ہے۔ اس لیے انسان کے بدلے میں خود خدا قربان ہوا۔ کیا خوب۔

لوقا کی انجیل کے پہلے ہی باب میں لکھا ہے کہ فرشتہ نے مریم پر ظاہر ہو کر اسکو بیٹے کی خوشخبری دی اور کہا کہ اسکا نام عیسیٰ رکھنا۔ ایک محقق عیسائیوں سے پوچھ سکتا ہے کہ اگر یہ بات جو لوقا نے لکھی ہے بالکل سچ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مریم اس کی ماں اور اسکے بھائی مسیح پر ایمان نہ لائے جبکو اس فرشتہ کی خبر تھی۔ اور انکار شدید کی نوبت کیوں پہونچی یہانتک کہ مسیح نے اپنے بھائیوں کے بھائی ہونے سے انکار کر دیا اور ماں سے بھی سخت بے رخی دکھلائی۔ اور اگر یہ بات یونہی ایک خود تراشیدہ اور ایجاد بندہ ہے تو پھر اسکی عظمت معلوم !!!۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تمام نصائح کا خلاصہ تین امر ہیں۔

اوّل۔ خدا کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول ہونا اس کی عظمت کو دل میں سمجھنا اور اس سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اسکو واحد لاشریک جاننا اور اسکے لیے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اسکا مرتبہ نہ دینا اور درحقیقت اُسکو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا

ثانی۔ یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔

ثالث یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا تعالیٰ نے ہمکو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان و مال کی محافظ ہے اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اسکو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلثہ ہیں جنکی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے۔ اور جنہیں عملی سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
آئے تھے دنیا میں اسد بیچکے لیے

ہر ایک انسان کی خواہش ہے کہ اُسکی زندگی جہانتک ممکن ہو آرام سے کٹے اور کسی طرح کے رنج اور تکلیف کا اسے سامنا نہ ہو۔ اس خواہش کے لیے ایک پختہ اور تجربہ کار کہتا ہے کہ دو شخص اپنی حیات مستعار کو آرام سے کاٹ سکتے ہیں۔ اول وہ جو رنج و راحت کو توام سمجھتا ہو دوسرا وہ جس کے دل میں یہ سوال ہی کبھی پیدا نہ ہوا ہو۔ مگر قرآن شریف حصول آرام کی ایک ایسی راہ بتاتا ہے کہ جسمیں غم و رنج کا نام و نشان ہی نہیں اور وہ یہ ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمکو اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے پیدا کیا اس عبادت کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تم آرام پاؤ گے تکلیفوں سے بچو گے۔

امریکہ کی ایک سوسائٹی آجکل ایک عجیب تحقیقات میں مصروف ہے سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ کیا انسان میں یہ خواہش ہے یا نہیں کہ بعد موجودہ زندگی کے کوئی دوسری زندگی ہو اسی دنیا میں پھر پیدا ہو یا کسی دوسرے طبقہ میں عالموں کی ذاتی خواہشات دریافت کی گئی ہیں

(۱) کیا آپ بعد موت زندہ رہنا پسند کرینگے یا نہیں

(۲) کیا آپ زندگی کے خواہاں ہیں خواہ شرائط کچھ ہی ہوں اگر نہیں تو آپکی

کیا حالت ہونی چاہیئے۔ جو آپ کو قابل برداشت ہوگی۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انسانی زندگی میں کون کون چیزیں ہیں جو دائمی طور پر رکھنا چاہتے ہیں۔

(۳) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سوالات اول و دوم کے جوابات کیوں نفی یا اثبات میں دیتے ہیں۔

(۴) کیا آئندہ زندگی کا خیال رکھنا آپ ایام کے لیے ضروری خیال کرتے ہیں

(۵) کیا سوال (۱)، (۲)، (۳)، (۴) کے جوابات میں کوئی تغیر آپ کی رائے میں ہوا ہے اگر ہوا ہے تو کیوں؟

(۶) کیا آپ آئندہ زندگی کی نسبت یقینی ثبوت چاہیں گے یا محض اعتقاد پر بھروسہ کریں گے۔

جسمانی خیالات کا انسان جسمانی باتوں کو پسند کرتا ہے اور انکو بڑی چیز سمجھتا ہے مگر جسکو کچھ بھی روحانیت سے حصہ ملا ہے وہ روحانی زندگی کا طالب ہوتا ہے [illegible] اللہ تعالےٰ کے بندے راستباز اسلیے نہیں آتے کہ لوگوں کو بہان متی کے تماشے دکھائیں بلکہ اصل مطلب اور منشا اُن کا **جذب الی اللہ** ہے اور آخرکار وہ اسی قوت قدسیہ کی وجہ سے شناخت کیے جاتے ہیں وہ نور جو اُن کے اندر قوت جذب رکھتا ہے اگرچہ کوئی شخص اقتراح اور امتحان کے طور سے اسکو دیکھ نہیں سکتا بلکہ ٹھوکر کھاتا ہے مگر وہ نور آپ ہی ایک ایسی جماعت کو اپنی طرف کھینچکر جو کھینچے جانے کے لائق ہے اپنا خارق عادت اثر ظاہر کر دیتا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ہم نے ایک انگریزی کے امتحانی پرچہ کو دیکھا تھا جو مدرسہ کی معمولی جماعت کے امتحان میں استاد دیا کرتے ہیں۔ اسمیں جو فقرات ترجمہ کیلیے دیے گئے تھے بعض کو ہم نے نوٹ کر لیا تھا ہم اپنے ناظرین کے لیے انھیں یہاں درج کرتے ہیں اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ ہمارے پڑھنے والے مدرسوں کو ایک راہ مل جاوے گی۔ کہ ترجمہ کے لیے کس قسم کے فقرات کی ضرورت ہے جس سے علاوہ علمی اور ذہنی ترقی کے اخلاقی تعلیم کا کام بھی نکل سکے۔

(الف)۔ تمام چیزیں شخص کی بہتری کے لیے کام کرتی ہیں جو خدا کو پیار کرتا ہے۔

(ب)، چار چیزیں نہایت قدر کیے جانیکے لائق ہیں۔ تندرستی۔ علم۔ عقل اور محبت۔ انہیں سے چوتھی مقصد ہے اور پہلی تینوں اس مقصد کے حصول کے ذریعے۔

ج۔ خدا انکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

د۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔

ہ۔ اپنے آپ کو جاننے کی کوشش کرو۔

و۔ نیکی کرو۔ اور نیک بنو۔

ز۔ سچی دانائی خالق اور مخلوق کی سچی محبت کو پیدا کرتی ہے۔

ح۔ خبردار ہو کہ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ سب کچھ خدا کی امانت تمہارے پاس ہے جسکے واسطے تم ذمہ دار ہو۔

ہمارے ملک میں ایک بہت مہلک اور خوفناک برائی پھیلی ہوئی ہے جسکو خودغرضی اور عام لاپروائی کہتے ہیں جب کسی کو اپنی ضرورتوں کے پورا کرنے کا سامان مل جاتا ہے اور اس کے اپنے گھر میں کوئی دُکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تو وہ مزے کی نیند سونے لگتا ہے خواہ اس کے کروڑوں ہموطن کیسے ہی دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوں۔ سعدی نے کہا ہے کہ یہ جب مہلک مرض انسانکو لگ جاوے تو وہ انسانیت ہی کی حدود سے نکل جاتا ہے چنانچہ کہتا ہے۔

تو کز محنت دیگراں بے غمی
نشاید کہ نامت نہند آدمی

آدمی جس روز سے پیدا ہوتا ہے اسی روز سے حیات کا ایک روز کم ہوتا ہے لیکن باوجود آگاہی اور تجربہ کاری کے انجام کار سے غافل ہوتا ہے

خُطبہ

---

۲۲ نومبر ۱۹۰۱ء حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا اور اُس کا خلاصہ ایڈیٹر الحکم نے ناظرین کیلیے لکھا

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ اٰہ

سورۃ البقرہ رکوع ۲۶

یہ آیتیں سورۂ بقرہ کے دوسرے رکوع کی ہیں۔ الحمد شریف میں خدا تعالیٰ نے تین راہیں بتائی ہیں ایک **انعمت علیھم** کی راہ دوسرے **مغضوب** تیسرے **الضالین** کی راہ۔

انعمت علیھم کے معنے خود قرآن شریف نے بتائے ہیں کہ وہ انبیا۔ صدیقا۔ شہدا اور صالحین کی جماعت ہے۔

انبیا وہ رفیع الدرجات انسان ہوتے ہیں جو خدا سے خبریں پاتے ہیں اور مخلوق کو پہونچاتے ہیں پھر وہ راستباز ہیں جو انبیا کی تصدیق کرتے ہیں اور پھر وہ لوگ ہیں جنکے لیے وہ باتیں گویا مشاہدہ میں آئی ہوئی ہیں اور پھر عام صالحین۔

اس گروہ کی تفسیر خدا تعالیٰ نے آپ ہی سورہ بقرہ کے شروع میں بیان کر دی ہے کہ ہدایت کی راہ کیا ہے؟ وہ یہ کہ اللہ پر ایمان لائے جزا و سزا پر ایمان لاوے اور پھر اللہ ہی کی نیاز زندگی

کے لیے تعظیم لامراللہ کے واسطے نماز کو درست رکھنا اور شفقت علی خلق اللہ کے واسطے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکو دیا ہے اسمیں سے خرچ کریں۔

پھر اُن سب باتوں پر ایمان لاویں کہ ہمیشہ خداتعالیٰ سے تسلی اور تعلیم پاکر دنیا کی اصلاح کے لیے معلم اور مزکی آئے ہیں۔ یاد رکھو صرف علم تسلی بخش نہیں ہو سکتا جب تک معلم نہ ہو۔ بائیبل میں نصیحتوں کا انبار موجود ہے اور عیسائی بھی بغل میں کتاب لیے پھرتے ہیں پھر اگر ایمان صرف کتابوں سے مل جاتا تو کیا کمی تھی مگر نہیں ایسا نہیں خداتعالیٰ ایسے لوگوں کو بھیجتا ہے جو یَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ کے مصداق ہوتے ہیں۔

ان مزکی اور مطہر لوگوں کی توجہ انفاس اور روح میں ایک برکت اور جذب ہوتا ہے جو ان کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے انسان کے اندر تزکیہ کا کام شروع کرتا ہے یاد رکھو انسان خدا کے حضور نہیں پہونچ سکتا جب تک کہ کوئی اُسے خدا کی آیتیں تلاوت کرنے والا اور پھر مزکی کرنے والا اور پھر علم اور عمل کی قوت دینے والا نہ ہو تلاوت تب مفید ہو سکتی ہے کہ علم ہو اور علم تب مفید ہو سکتا ہے جب عمل ہو اور عمل تزکیہ سے پیدا ہوتا ہے اور علم معلم سے ملتا ہے۔

بہر حال مومنوں کا ذکر ہے کہ ان کو ایمان بالغیب کی ضرورت ہے جس میں حشر و نشر۔ صراط۔ جنت و نار سب داخل ہیں یہ اسکا عقیدہ اول درست ہو جاوے تو پھر نماز سے امر الٰہی کی تعظیم پیدا ہوتی ہے اور خدا کے دیے ہوئے میں سے خرچ کرنے سے شفقت علی خلق اللہ

پھر یہ یہود کی طرح نہ ہو جاوے جو الہام کی ضرورت محسوس نہیں کرتے بلکہ وہ ان سب باتوں پر ایمان لائے کہ خداتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام اُتارا اور آپ سے پہلے بھی اور آپ کے بعد بھی مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ بند نہیں ہوا یہ تو منعم علیہ گروہ کا ذکر ہے۔

اس کے بعد وہ لوگ مغضوب ہیں جو خدا کے ماموروں کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھ لیتے ہیں اور ان کے انذار اور عدم انذار کو مساوی جان لیتے ہیں اور پروا نہیں کرتے اور اپنے ہی علم و دانش پر خوش ہو جاتے ہیں وہ خدا کے غضب کے نیچے آجاتے ہیں یہی حال یہود کا ہوا۔

پھر تیسرا گروہ گمراہوں کا ہے جنکا ذکر ان آیات میں ہے جو سینے پڑھی ہیں انکے کا مومنین دل اور فریب ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو کلام الٰہی کا خادم کہتے ہیں مگر وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ

بڑی بڑی تجارتیں کرتے ہیں مگر ہدایت کے بدلے تباہی خریدتے ہیں اور کوئی عمدہ فائدہ اُن کی تجارت سے نہ ہوا۔

میرے دل میں بارہا یہ خیال آیا ہے کہ ایک تنکے پر بھی شئے کا اطلاق ہوتا ہے اور وہی شئے کا لفظ وسیع ہو کر خدا پر بھی بولا جاتا ہے۔

یاد رکھو نفاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ کہ دل میں کوئی صداقت نہیں ہوتی وہ اعتقادی منافق ہوتا ہے اس کا اعلیٰ سے اعلےٰ نمونہ عیسائیوں کا مذہب ہے انجیل کی حالت کو دیکھو کہ اس کی اشاعت پر کسقدر سعی بلیغ کی جاتی ہے مگر یہ پوچھو کہ اس کتاب کے جملہ جملہ پر اعتقاد ہے ؟ تو حقیقت معلوم ہو جاوے گی اسطرح میں دیکھتا ہوں کہ خدا کا خوف اٹھ گیا ہے وہ دعویٰ اور معاہدہ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا قابل غور ہو گیا ہے۔ اپنے حرکات و سکنات رفتار و گفتار پر نظر کرو کہ اس عہد کی رعایت کہاں تک کی جاتی ہے پس ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہو ایسا نہ ہو کہ مَا هُم بِمُؤْمِنِينَ کے نیچے آجاؤ۔

منافق کی خدا نے ایک عجیب مثال بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آگ جلائی مگر وہ روشنی جو آگ سے حاصل کرنی چاہیے تھی وہ جاتی رہی اور ظلمت رہ گئی رات کو جنگل کے رہنے والے درندوں سے بچنے کے واسطے آگ جلایا کرتے ہیں لیکن جب وہ آگ بجھ گئی تو پھر کئی قسم کے خطرات کا اندیشہ ہے اسی طرح پر منافق اپنے نفاق میں ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہونچ جاتا ہے اور اس کا دل ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ حق کا گویا شنوا اور حق کا بینا نہیں رہتا ایک شخص اگر راہ میں جاتا ہو اور سامنے ہلاکت کا کوئی سامان ہو وہ دیکھ کر بچ سکتا یا کسی کے کہنے سے بچ سکتا۔ یا خود کچھ مرد کے لیے بلاکر بچ سکتا ہے مگر جسکی زبان آنکھ۔ کان۔ کچھ نہ ہو اسکا بچنا محال ہے یا جو نابینا ہو جس نے آگ سے بڑے بڑے کام لے رہے ہیں مگر انجام وہی نظر آتا ہے مومن کا کام ہے کہ جب دعویٰ کرے تو کر کے دکھاوے کہ عملی قوت کسقدر رکھتا ہے عمل کے بدون دنیا کا فاتح ہونا محال ہے۔

یاد رکھو کہ ہر ایک عظیم الشان بات آسمان سے ہی آتی ہے۔ یہ امر خدا کی سُنت اور خدا کے قانون میں داخل ہے کہ امساک باراں کے بعد مینہ برستا ہے سخت تاریکی کے بعد روشنی آتی ہے اسی طرح پر فَيْجٍ اعوج اور سخت کمزوریوں کے بعد ایک روشنی ضروری ہے وہ شیطانی منصوبوں سے مل نہیں سکتی بہتر تھے لیے اسمیں ظلمت اور دکھ ہو اور ایک نمک کا نامہ جو اسمیں حاجا کر اسے پسند نہ کرے۔

بہت سی لوگ روشنی سے فائدہ اُٹھا لیتے ہیں اور اکثر ہوتے ہیں جو اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں مگر انکو اتنی خبر نہیں ہوتی کہ خدائی طاقت اپنا کام کر چکی ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ علم حاصل کرو اور پھر عمل کرو۔ علم کے لیے معلم کی ضرورت ہے یہ دعویٰ کرنا کہ ہمارے پاس علم القرآن ہے صحیح نہیں ہے ایک نوجوان نے ایسا دعویٰ کیا ایک آیت کے معنے اس سے پوچھے تو اب تک نہیں بتا سکا ہمارے ہادی کامل ﷺ کو تو یہ تعلیم ہوتی ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا تم بھی دعا کرو۔

یاد رکھو کہ اگر انعمت علیہم میں سے ہو تو اور ترقی کرو اور کسی وجود کی جو خدا کی طرف سے آیا ہے وجود اور عدم وجود کو برابر نہ سمجھو ظاہر و باطن مختلف نہ ہو دنیا کو دین پر مقدم نہ کرو۔ بعض اوقات

ذیل میں ہم حضرت مولنا مولوی سیّد **محمد احسن** صاحب فاضل امروہی کا ایک بیش قیمت خط درج کرتے ہیں جو حضرت سید صاحب موصوف نے بظاہر **محمد یوسف** صاحب پنشنر ضلعدار امرتسر رفیق منشی **الہی بخش** عصائے موسیٰ کے ایک کارڈ کے جواب میں ہے مگر حقیقت میں اس اشتہار کی ایک لطیف شرح ہے جو **ایک غلطی کا ازالہ** کے عنوان سے حضرت اقدس **حجۃ اللہ** علی الارض **جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام** نے شائع فرمایا ہے۔ یہ خط جس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتا ہے اسکے بیان اور اظہار سے ہمیں ضرورت نہیں **فاضل امروہی** کا نام ہی کافی ہے ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اس خط میں فاضل موصوف روح القدس کی تائید سے بول رہے ہیں اس سے ناظرین کو کتاب **آیات الرحمٰن** کی عظمت اور خوبی کا بھی پتہ لگ جائیگا جس کے لیے ہم تحریک کرتے ہیں کہ بہت جلد اس کا شائع ہونا ضروری ہے اور نہ ہمارے نزدیک بلکہ حضرت اقدس کے نزدیک حضرت اقدس کی عین آرزو ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ کتاب شائع ہو جاسے

ہم تمہید کے بدون اس خط کو درج کرتے ہیں۔

وہ مبارک و پر معارف خط یہ ہے

(ایڈیٹر)

ما ارید الا الاصلاح

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محب قدیم حضرت حافظ صاحب۔ وعلیکم السلام۔ آپ کا کارڈ پہونچا آپ نے جو در جواب عریضہ خاکسار تحریر فرمایا ہے کہ کل سینے اشتہار دیکھا جسمیں مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے لہذا میں اپنے تائیں سے انکار کرتا ہوں آپ کی ملاقات کرنی بھی پسند نہیں رہی کیونکہ آپ مقلد ہو گئے محقق نہیں رہے انتہی ملخصاً وکذا وکذا۔

جناب حافظ صاحب خدا آپ کا حافظ ہو۔ اولاً تو میں آپ کے اس کارڈ کو پڑھ کر متعجب ہوا کہ اللہ اکبر یہ تحریر اور حافظ محمد یوسف صاحب العجب ثم العجب وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَجَب یا تو حافظ صاحب بمقابلہ عبد الحق غزنوی کے حضرت مرزا صاحب اور مولوی نور الدین صاحب و محمد احسن کی طرف سے مباہلہ کرنیکو طیار تھے یا اب وہی حافظ صاحب ہیں جو انھیں قدیم مسائل مسلمہ اور فیصلہ شدہ پر ہماری ملاقات تک پسند نہیں فرماتے حالانکہ مخالفین اسلام عیسائی و آریہ وغیرہم سے برغبت تمام ملتے ہیں واین ہذا من ذالک وہی حافظ صاحب جنکو رویا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صداقت حضرت مرزا صاحب کی ثابت ہو چکی تھی اب وہ اس صداقت ثابت شدہ کے ایسے سخت منکر ہو گئے۔ وہی حافظ صاحب جنکے پیر مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم نے ایک کشف میں حضرت مرزا صاحبکو نور آسمانی قادیان کیطرف نازل ہوتے دیکھا اور اب انکا یہ حال ہے۔ وہی حافظ صاحب جنہوں نے کتاب تحذیر المومنین کو بڑی کوشش سے طبع کرایا جس میں اس مسئلہ نبوت کی بھی بخوبی تفسیر کی گئی تھی اب اسکی ایسی تکذیب کرتے ہیں۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ میں اس حیرانی اور تعجب میں ہی تھا جو وجوہ ذیل نے اس تعجب کو رفع کر دیا۔ وجہ اول یہ کہ اس کشف مولوی عبد اللہ صاحب میں آخری جملہ یہ بھی تھا کہ میری اولاد اُس نور سے محروم رہے گی اگرچہ حافظ صاحب ممدوح مولوی عبد اللہ صاحب کی اولاد نسبی جسمانی سے نہیں ہیں تاہم مریدین اور تلامذہ بھی اولاد روحانی اور معنوی ہوتے ہیں لہذا ممکن ہے کہ حافظ صاحب کی محرومی شاید اسی وجہ سے ہو۔ وجہ دوم گستاخی معاف ہو کہ تمام عمر جناب کی سرکاری کاموں کی انجام دہی میں گذری ہے دینی کاموں کیطرف توجہ نہیں فرمائی الا ماشاء اللہ اس لیئے روحانی حالت جناب کی صبغۃ اللہ کے رنگ کے ساتھ مصبغ نہیں ہوئی تو پھر اب پیرانہ سالی میں جبکہ آپ ضعیف القویٰ بھی ہو گئے ہیں معارف و حقائق کیطرف کیونکر متوجہ ہو سکتے ہیں مگر الحمد للہ کہ بفضل الٰہی تو اس عاجز کے شامل حال یہ ہے کہ اس دم تک باوجود شدت ضعف و پیری کے کشف حقائق دینیہ میں مشغول و مصروف ہے اور رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

چونکہ مجھکو آپ کی خدمت میں قدیم سے محبت و دوستانہ ہے اور ہم دونوں قریب قریب اللہ تعالیٰ کی رویکاری میں